جلد ۲۲	مطابق ۱۲ فروری سنہ ۱۹۳۵ء	یوم سہ شنبہ	مورخہ ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۳ھ	نمبر ۹۷

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۱۰۔ فروری بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضورؑ کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں خیر و عافیت ہے۔

غیر مبائعین کے صحیح عقائد کے متعلق ایک نہایت دلچسپ پوسٹر شائع ہوا ہے۔ بیرونی جماعتوں کو اس کی خوب اشاعت کرنی چاہیئے۔ اور جہاں نہ پہنچا ہو۔ وہاں کے اصحاب مکتبہ گھر قادیان سے منگالیں۔ تاکہ لوگوں پر واضح کر سکیں۔ کہ غیر مبائعین کے اصل عقائد کیا تھے۔ اور اب دھوکہ دہی کے لئے کیا پیش کرتے ہیں۔ یہ پوسٹر نمایاں مقامات پر چسپاں کرنا چاہیئے ؛؛

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی ایک نمائندہ اخبارات سے گفتگو

بعض غلطیوں کی اصلاح کے متعلق اعلان

حال میں ایک نمائندہ اخبارات نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے اپنی گفتگو کے متعلق جو بیان اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ اس میں چونکہ بعض باتیں غلط طور پر پیش کی گئی ہیں۔ اس لئے حضورؑ نے حسب ذیل مضمون برائے اشاعت مرحمت فرمایا ہے

اخبارات کے نمائندے کا جو بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے اس میں بہت سی باتیں غلط لکھی گئی ہیں جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔ میں نے اسی لئے ساتھ اخبار دے دیئے تھے۔ کہ اگر انہیں سمجھنے میں غلطی لگی ہو۔ تو اخباروں سے درست کرلیں گے ؛؛

۱۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ کانسٹیبل جس نے دفعہ ششگنگ کی غلط رپورٹ کی تھی۔ اب تک قادیان میں موجود ہے۔ بلکہ یہ کہا تھا۔ کہ جس وقت اس نے رپورٹ کی تھی۔ اور رپورٹ غلط ثابت ہوئی تھی۔ اس وقت نہ اسے کوئی اور سزا دی گئی۔ اور نہ اسے تبدیل کیا گیا۔ اب تو اس واقعہ کو دو سال ہوچکے ہیں۔ اور وہ یہاں سے تبدیل ہوچکا ہے۔ مگر یہ تبدیلی اس رپورٹ پر نہیں۔ بلکہ عام تبدیلیوں کے ماتحت ہے ؛؛

۲۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ احراریوں نے ہماری زمین پر بغیر اجازت مکان بنایا۔ بلکہ یہ واقعہ مباہلہ والوں کے متعلق تھا۔ اور میں نے یہ کہا تھا۔ کہ مباہلہ والوں نے (جو اب احرار کے ساتھ ہیں)

جب وُہ احمدی تھے۔ شاملات کی زمین پر میری اجازت سے مکان بنایا۔ جس کے متعلق قانون یہ ہے۔ کہ جو شخص اس قسم کی اجازت سے عمارت بناتا ہے۔ اگر وُہ مکان چھوڑ جائے۔ تو صرف ملبہ کا حقدار ہوتا ہے۔ زمین مالکوں کو ملتی ہے۔ جب وُہ لوگ اس مکان کو چھوڑ گئے۔ اور مکان عدم توجہ کی وجہ سے بوسیدہ ہو کر گرنے لگا۔ تو اس وقت مالکوں کی اجازت سے صدر انجمن احمدیہ نے اس پر قبضہ کیا۔ اور اس میں پاخانے بنوا دیئے ؛

ضروری۔ میں نے ہرگز یہ نہیں کہا۔ کہ وُہ مکان کسی سکرٹری نے گروایا۔ بلکہ یہ کہا تھا۔ کہ اس مکان کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اسے گرایا گیا۔ لیکن چونکہ افسروں نے اس پر پینیٹو پولیس بٹھانے کی دھمکی دی۔ اور تعاون سے کام نہیں کرنا چاہا۔ میں نے ذاتی تحقیق نہیں کرائی۔ اور اب تک مجھے نہیں معلوم کہ یہ گرایا گیا۔ یا نہیں۔ بلکہ میں نے نمائندہ اخبارات کو بالوضاحت بتا دیا تھا کہ مجھ سے میرے مختار نے کہا۔ کہ یہ مکان خالی ہے۔ اور چونکہ زمین کے ہم مالک ہیں۔ ہم مکان کو گرا دیں۔ اور زمین پر قبضہ کر لیں۔ تو میں نے ان کو روکا۔ اور کہا۔ کہ جسے خدا گرا رہا ہے۔ تم اسے گرا کر کیوں خواہ مخواہ جماعت کو بدنام کرنا چاہتے ہو۔ اور اسے سختی سے روکا ؛

یہ واقعہ بھی تفصیل سے "الفضل" میں لکھا ہوا ہے۔ جو نمائندہ اخبارات کو دیا تھا ؛

۳۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا، کہ میں نے میونسپل کمیٹی کو ہدایت کی، کہ احرار کو مسجد بنانے کی اجازت دے۔ بلکہ یہ کہا تھا۔ کہ جماعت کے افسروں کو حکام نے کہا، کہ وُہ ممبران کمیٹی پر زور دے کر اجازت لے دیں۔ ورنہ مجھے تو اس واقعہ کی اطلاع وقت کے بہت بعد ہوئی ہے۔ اسی "الفضل" میں جو میں نے نمائندہ اخبارات کو احتیاطاً دے دیا تھا۔ اس کی بھی تفصیل موجود ہے۔

۴۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ ۱۹۳۳ء کو احمدیہ جماعت کے سالانہ جلسہ پر میں نے فساد کے ڈر سے آدمی مقرر کر دیئے کہ وُہ احمدیوں کو احرار کے جلسہ پر نہ جانے دیں۔ بلکہ میں نے یہ کہا تھا۔ کہ مقامی افسران کی خواہش پر سلسلہ کے کارکنوں نے یہ انتظام کر دیا تھا ؛

۵۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ جو لوگ اس جلسہ میں جائیں گے میں نے انہیں جماعت سے اخراج کی دھمکی دی تھی۔ بلکہ یہ واقعہ دوسرے موقعہ کا ہے۔ اس سزا کا اعلان میں نے اکتوبر ۱۹۳۴ء کی احرار کانفرنس کے موقعہ پر کیا تھا۔ نہ کہ ۱۹۳۳ء کے دسمبر کے جلسہ کے موقعہ پر۔ ۱۹۳۳ء کے جلسہ کا تو مجھے علم اس کے ہو جانے کے بعد ہوا۔ اس موقعہ پر افسران کی جو باتیں ہوئیں۔ وُہ کارکنان صدر انجمن احمدیہ [illegible] ہوئیں۔ [illegible] ہے۔ بعض باتیں افسروں نے مجھ سے کہی ہوں۔ جلسہ اور اس کی تفصیلات کا علم مجھے وقوعہ کے بعد ہوا۔ غرض نمائندہ اخبارات نے دو جلسوں کے واقعات کو ملا دیا ہے ؛

۶۔ نمائندہ اخبارات نے تعجب ظاہر کیا ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کس طرح سکرٹریوں کے اعمال سے ناواقف تھے۔ اگر آپ اس وقت دریافت کرتے۔ تو یہ سوال میں حل کر دیتا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ میرے سکرٹری نہیں۔ میرا سکرٹری صرف ایک ہے۔ یعنی پرائیویٹ سکرٹری۔ ہمارا انتظام یہ ہے سلسلہ کے انتظامی کام کے لئے ایک انجمن ہے جسے صدر انجمن احمدیہ کہتے ہیں۔ اس نے اپنا سب کام مختلف حصوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ ہر حصے کا انچارج ناظر کہلاتا ہے۔ (جس کا ترجمہ انگریزی میں سکرٹری کر دیا جاتا ہے) یہ ناظر اپنے صیغہ کے کام کا پورا ذمہ وار ہوتا ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ صرف اصولی امور میں دخل دیتی ہے۔ پس یہ ناظر یا سکرٹری اپنے کام کے لحاظ سے خود ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اہم امور کے متعلق ان کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وُہ صدر انجمن احمدیہ کو۔ اور خلیفۂ وقت کو اطلاع دیں۔ لیکن یہ ان کا کام ہے۔ کہ وُہ فیصلہ کریں۔ کونسا معاملہ اہم ہے۔ کونسا نہیں۔ جن واقعات کا اُوپر ذکر ہوا ہے۔ ان میں سے اکثر وقوع کے وقت بالکل معمولی تھے۔ انہوں نے اہمیت، تو حکومت کی دخل اندازی سے حاصل کی۔ اس لئے اُس وقت ناظر نے ان کی اطلاع کی ضرورت نہ سمجھی۔ اور احرار کانفرنس کے وقت آدمی بُلوانے کے سرکار کو تو اس لئے بھی اہمیت نہ دی گئی کہ اس سے پہلے گورنمنٹ کے علم کے ماتحت ایسے جلسوں کے موقعہ پر آدمی بُلوائے جاتے رہے ہیں۔ چنانچہ چند سال پہلے کئی سال قادیان میں غیر احمدیوں کے سالانہ جلسے ہوتے رہے ہیں۔ [illegible] وقت بھی شورش [illegible] اور فساد کا خوف [illegible] تھا۔ چودھری [illegible]

دلانے کے لئے مقرر کیا۔ اور وُہ اس وقت کے چیف سکرٹری سے ملے۔ لیکن انہوں نے کسی خاص انتظام کے کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ اور آخر انہیں کہہ دیا گیا۔ کہ ہم اپنے آدمی بلوائیں گے اور انہوں نے اس پر اعتراض نہ کیا۔ اس پر باہر سے احمدی حفاظت کے لئے بلوائے گئے۔ اور جب تک وُہ جلسہ ہوتا رہا اسی طرح آدمی بُلوائے جاتے رہے۔ اور حکومت نے اعتراض نہ کیا۔ اس وجہ سے ناظر متعلقہ نے اگر آدمی بلوانے کا حکم دیا۔ تو پُرانے دستور کے مطابق دیا۔ جس کا کہ حکومت کو بھی علم تھا۔ پس اس کے ذہن میں یہ بات کسی طرح بھی نہیں آ سکتی۔ کہ اس کا احمدیوں کو بُلوانے والا سرکلر جماعت یا حکومت کے لحاظ سے کوئی اہمیت رکھتا ہے۔ وُہ اپنے ذہن میں ایک ایسا کام کر رہا تھا۔ جو اس سے پہلے ناظر ہمیشہ کرتے چلے آئے تھے۔ اور جس کی حکومت گزشتہ جلسوں کے موقعہ پر اجازت دے چکی تھی ؛ ہاں یہ ناظر کبھی ذاتی سکرٹری کی حیثیت سے بھی کام کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت ان کے لئے تاکیدی ہدایت ہے۔ کہ وُہ خلیفۂ وقت کا نام ہدایت میں لکھا کریں۔ اور تحریری طور پر خلیفۂ وقت سے ہدایت لیں۔ اگر خلیفۂ وقت کی تحریر نہ ہو۔ تو نہ وُہ اس کا نام استعمال کر سکتے ہیں۔ اور نہ وُہ اس بارے میں خلیفۂ وقت کے سکرٹری کے طور پر کام کرتے ہیں۔ بلکہ اس وقت وُہ اپنے محکمہ کے انچارج کے طور پر اپنی ذمہ داری پر کام کرتے ہیں اور وُہی اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں ؛

چونکہ میں جانتا تھا۔ کہ نمائندہ اخبارات کو غلطی لگنے کا احتمال ہے کیونکہ رات کے وقت ناکافی روشنی میں ایک لمبی گفتگو کے مختصر نوٹ کر لینا قریباً ناممکن ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے انہیں شروع میں کہہ دیا تھا۔ کہ یہ تمام کام ناظروں کے ہاتھ سے ہوا ہے۔ اس لئے بہتر تھا۔ کہ وُہ اُن سے ملتے۔ لیکن چونکہ اس وقت ناظر صاحبان یہاں نہیں ہیں۔ میں اپنا علم انہیں بتا دیتا ہوں۔ اور درمیان میں بار بار انہیں توجہ دلادی تھی۔ کہ تفصیلات ان واقعات کی "الفضل" میں موجود ہے۔

سیشن جج صاحب بہادر کی عدالت میں مرافعہ
کہ
قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ خلافِ قانون اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات سے باہر ہے

۹ فروری۔ سکرٹری نیشنل لیگ قادیان کی طرف سے جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور نے عدالت سیشن جج صاحب بہادر گورداسپور ایک مرافعہ بابت مضمون پیش کیا۔ کہ قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ خلاف قانون۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات سے باہر ہے۔ اس لئے آپ ہائی کورٹ سے سفارش کریں۔ کہ وُہ اس حکم کو منسوخ کرے ؛ سماعت مرافعہ کے لئے ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء کی تاریخ مقرر ہوئی ہے ؛

جب وُہ احمدی تھے ۔ شاملات کی زمین پر میری اجازت سے مکان بنایا ۔ جس کے متعلق قانون یہ ہے ۔ کہ جو شخص اس قسم کی اجازت سے عمارت بناتا ہے ۔ اگر وُہ مکان چھوڑ جائے ۔ تو صرف ملبہ کا حقدار ہوتا ہے ۔ زمین مالکوں کو ملتی ہے ۔ جب وُہ لوگ اس مکان کو چھوڑ گئے ۔ اور مکان عدم توجہ کی وجہ سے بوسیدہ ہو کر گرنے لگا ۔ تو اس وقت مالکوں کی اجازت سے صدر انجمن احمدیہ نے اس پر قبضہ کیا ۔ اور اس میں پاخانے بنوا دیئے ؛

ضروری ۔ میں نے ہرگز یہ نہیں کہا ۔ کہ وُہ مکان کسی سکرٹری نے گروایا ۔ بلکہ یہ کہا تھا ۔ کہ اس مکان کے متعلق کہا جاتا ہے ۔ کہ اسے گرایا گیا ۔ لیکن چونکہ افسروں نے اس پر پیونیٹو پولیس بٹھانے کی دھمکی دی ۔ اور تعاون سے کام نہیں کرنا چاہا ۔ میں نے ذاتی تحقیق نہیں کرائی ۔ اور اب تک مجھے نہیں معلوم کہ یہ گرایا گیا ۔ یا نہیں ۔ بلکہ میں نے نمائندہ اخبارات کو بالوضاحت بتا دیا تھا کہ مجھ سے میرے مختار نے کہا ۔ کہ یہ مکان خالی ہے ۔ اور چونکہ زمین کے ہم مالک ہیں ۔ ہم مکان کو گرا دیں ۔ اور زمین پر قبضہ کر لیں ۔ تو میں نے ان کو روکا ۔ اور کہا ۔ کہ جسے خدا گرا رہا ہے ۔ تم اسے گرا کر کیوں خوامخواہ جماعت کو بدنام کرنا چاہتے ہو ۔ اور اسے سختی سے روکا ؛

یہ واقعہ بھی تفصیل سے "الفضل" میں لکھا ہوا ہے ۔ جو بیچ نمائندۂ اخبارات کو دیا تھا ؛

۳ ۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا ۔ کہ میں نے میونسپل کمیٹی کو ہدایت کی ۔ کہ احرار کو مسجد بنانے کی اجازت دے ۔ بلکہ یہ کہا تھا ۔ کہ جماعت کے افسروں کو حکام نے کہا ۔ کہ وُہ ممبران کمیٹی پر زور دے کر اجازت لے دیں ۔ ورنہ مجھے تو اس واقعہ کی اطلاع وقت کے بہت بعد ہوئی ہے ۔ "الفضل" میں جو میں نے نمائندہ اخبارات کو اعتیاطاً دے دیا تھا ۔ اس کی بھی تفصیل موجود ہے ۔

۴ ۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا ۔ کہ ۱۹۳۳ء کو احمدیہ جماعت کے سالانہ جلسہ پر میں نے فساد کے ڈر سے آدمی مقرر کر دیئے کہ وُہ احمدیوں کو احرار کے جلسہ پر نہ جانے دیں ۔ بلکہ میں نے یہ کہا تھا ۔ کہ مقامی افسران کی خواہش پر سلسلہ کے کارکنوں نے یہ انتظام کر دیا تھا ؛

۵ ۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا ۔ کہ جو لوگ اس جلسہ میں جائیں گے میں نے انہیں جماعت سے اخراج کی دھمکی دی تھی ۔ بلکہ یہ واقعہ دوسرے موقعہ کا ہے ۔ اس سزا کا اعلان میں نے اکتوبر ۱۹۳۴ء [illegible] احرار کانفرنس کے موقعہ پر کیا تھا ۔ نہ کہ ۱۹۳۳ء کے دسمبر [illegible] ۱۹۳۳ء [illegible] جلسہ کا تو مجھے علم اس کے [illegible] افسران کی جو باتیں ہوئیں ۔ [illegible] ۔ ہاں ممکن ہے ۔ بعض باتیں

افسروں نے مجھ سے کہی ہوں ۔ جلسہ اور اس کی تفصیلات کا علم مجھے وقوعہ کے بعد ہوا ۔ غرض نمائندہ اخبارات نے دو جلسوں کے واقعات کو ملا دیا ہے ؛

۶ ۔ نمائندۂ اخبارات نے تعجب ظاہر کیا ہے ۔ کہ خلیفہ صاحب کس طرح سکرٹریوں کے اعمال سے ناواقف تھے ۔ اگر آپ اس وقت دریافت کرتے ۔ تو یہ سوال یَیں حل کر دیتا ۔ اس کی وجہ یہ ہے ۔ کہ یہ لوگ میرے سکرٹری نہیں ۔ میرا سکرٹری صرف ایک ہے ۔ یعنی پرائیویٹ سکرٹری ۔ ہمارا انتظام یہ ہے سلسلہ کے انتظامی کام کے لئے ایک انجمن ہے جسے صدر انجمن احمدیہ کہتے ہیں ۔ اس نے اپنا سب کام مختلف حصوں میں تقسیم کیا ہوا ہے ۔ ہر حصے کا انچارج ناظر کہلاتا ہے ۔ (جس کا ترجمہ انگریزی میں سکرٹری کر دیا جاتا ہے) یہ ناظر اپنے صیغہ کے کام کا پورا ذمہ وار ہوتا ہے ۔ اور صدر انجمن احمدیہ صرف اصولی امور میں دخل دیتی ہے ۔ پس یہ ناظر یا سکرٹری اپنے کام کے لحاظ سے خود ذمہ دار ہوتے ہیں ۔ اہم امور کے متعلق ان کا فرض ہوتا ہے ۔ کہ وُہ صدر انجمن احمدیہ کو ، اور خلیفۂ وقت کو اطلاع دیں ۔ لیکن یہ ان کا کام ہے ۔ کہ وُہ فیصلہ کریں ۔ کونسا معاملہ اہم ہے ۔ کونسا نہیں ۔ جن واقعات کا اوپر ذکر ہوا ہے ۔ ان میں سے اکثر وقوع کے وقت بالکل معمولی تھے ۔ انہوں نے اہمیت تو حکومت کی دخل اندازی سے حاصل کی ۔ اس لئے اُس وقت ناظر نے ان کی اطلاع کی ضرورت نہ سمجھی ۔ اور احرار کانفرنس کے وقت آدمی بلوانے کے سرکار کو تو اس لئے بھی اہمیت نہ دی گئی ۔ کہ اس سے پہلے گورنمنٹ کے علم کے ماتحت ایسے جلسوں کے موقعہ پر آدمی بلوائے جاتے رہے ہیں ۔ چنانچہ چند سال پہلے کئی سال قادیان میں غیر احمدیوں کے سالانہ جلسے ہوتے رہے ہیں ۔ اس وقت بھی شور و شش ۔ اور فساد کا خوف تھا ۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو میں نے حکومت کو توجہ

دلانے کے لئے مقرر کیا ۔ اور وُہ اس وقت کے چیف سکرٹری سے ملے ۔ لیکن انہوں نے کسی خاص انتظام کے کرنے سے معذوری ظاہر کی ۔ اور آخر انہیں کہہ دیا گیا ۔ کہ ہم اپنے آدمی بلوائیں گے اور انہوں نے اس پر اعتراض نہ کیا ۔ اس پر باہر سے احمدی حفاظت کے لئے بلوائے گئے ۔ اور جب تک وُہ جلسہ ہوتا رہا اسی طرح آدمی بلوائے جاتے رہے ۔ اور حکومت نے اعتراض نہ کیا ۔ اس وجہ سے ناظر متعلقہ نے اگر آدمی بلوانے کا حکم دیا ۔ تو پرانے دستور کے مطابق دیا ۔ جس کا کہ حکومت کو بھی علم تھا ۔ پس اس کے ذہن میں یہ بات کسی طرح بھی نہیں آ سکتی ۔ کہ اس کا احمدیوں کو بلوانے والا سرکلر جماعت یا حکومت کے لحاظ سے کوئی اہمیت رکھتا ہے ۔ وُہ اپنے ذہن میں ایک ایسا کام کر رہا تھا ۔ جو اس سے پہلے ناظر ہمیشہ کرتے چلے آئے تھے ۔ اور جس کی حکومت گزشتہ جلسوں کے موقعہ پر اجازت دے چکی تھی ؛

ہاں یہ ناظر کبھی ذاتی سکرٹری کی حیثیت سے بھی کام کرتے ہیں ۔ لیکن اس وقت ان کے لئے تاکیدی ہدایت ہے ۔ کہ وُہ خلیفۂ وقت کا نام ہدایت میں لکھا کریں ۔ اور تحریری طور پر خلیفۂ وقت سے ہدایت لیں ۔ اگر خلیفۂ وقت کی تحریر نہ ہو ۔ تو نہ وُہ اس کا نام استعمال کر سکتے ہیں ۔ اور نہ وُہ اس بارہ میں خلیفۂ وقت کے سکرٹری کے طور پر کام کرتے ہیں ۔ بلکہ اس وقت وُہ اپنے محکمہ کے انچارج کے طور پر اپنی ذمہ داری پر کام کرتے ہیں اور وُہی اس کے ذمہ وار ہوتے ہیں ؛

چونکہ میں جانتا تھا ۔ کہ نمائندۂ اخبارات کو غلطی لگنے کا احتمال ہے کیونکہ رات کے وقت ناکافی روشنی میں ایک لمبی گفتگو کے مختصر نوٹ کر لینا قریباً ناممکن ہوتا ہے ۔ اسی وجہ سے میں نے انہیں شروع میں کہہ دیا تھا ۔ کہ یہ تمام کام ناظروں کے ہاتھ سے ہوا ہے ۔ اس لئے بہتر تھا ۔ کہ وُہ اُن سے ملتے ۔ لیکن چونکہ اس وقت ناظر صاحب یہاں نہیں ہیں ۔ میں اپنا علم انہیں بتا دیتا ہوں ۔ اور درمیان میں بار بار انہیں توجہ دلا دی تھی ۔ کہ تفصیلات ان واقعات کی "الفضل" میں موجود ہے ۔

سیشن جج صاحب گورداسپور کی عدالت میں مرافعہ

کہ قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ خلافِ قانون اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات سے باہر ہے

۹ ۔ فروری ۔ سکرٹری نیشنل لیگ قادیان کی طرف سے جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور نے عدالت سیشن جج صاحب بہادر گورداسپور ایک مرافعہ بایں مضمون پیش کیا ۔ کہ قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ خلافِ قانون ۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات سے باہر ہے ۔ اس لئے آپ ہائی کورٹ سے سفارش کریں ۔ کہ وُہ اس حکم کو منسوخ کر دے ؛ سماعت مرافعہ کے لئے ۱۱ ۔ فروری ۱۹۳۶ء کی تاریخ مقرر ہوئی ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۹۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ یکم فروری ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

چونکہ پچھلے خطبہ میں دیر ہو جانے کی وجہ سے مجھے اختصار کرنا پڑا تھا۔ اس لئے بعض حصے چھوڑنے پڑے تھے۔ جن حصوں کے ٹکڑے میں نے بیان کر دیئے تھے۔ ان کے بقیہ حصوں کے بیان کی تو ضرورت نہیں۔ لیکن ایک حصہ بالکل چھوٹ گیا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔

باہر سے خطوط

جو آئے ہیں۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے متعلق کچھ بیان کرنا ضروری ہے۔ اور میں آج اس حصہ کے متعلق بعض باتیں کہنی چاہتا ہوں:۔

میں نے ایک گذشتہ خطبہ میں جو شاید ۴ جنوری کو پڑھا تھا۔ ذکر کیا تھا۔ کہ بعض دوستوں کو ایسے رویاء ہوئے ہیں۔ جن کی بناء پر وہ شبہ کرتے ہیں۔ کہ شاید اللہ تعالےٰ کے نزدیک میرے کام کا وقت پورا ہو چکا ہے۔ اور وہ رویا میری وفات پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں میں نے بعض اپنے رویا بھی بیان کئے تھے۔ اور گو ان میں وضاحت ایسی باتوں کی نہ تھی۔ لیکن ان میں

اشتباہ کا رنگ

تھا۔ اور خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ گو ان ایام میں جن میں لوگوں کو شبہ تھا۔ یہ بات نہ ہو۔ مگر ان کے بعد کے قریب کے ایام میں کوئی بات ایسی ہونے والی ہو۔ کیونکہ فرشتہ کا چھپانا ایسا شبہ پیدا کر سکتا ہے۔ اس پر باہر سے بعض دوستوں کے خطوط آئے ہیں۔ جو میرے ساتھ اس قسم کے اخلاص کے اظہار پر مشتمل ہیں۔ اور ان میں

ایسا رنگ محبت کا

پایا جاتا ہے۔ جو مجھے مجبور کرتا ہے۔ کہ ان کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کروں۔ ان میں جو خالص محبت اور اخلاص ہے۔ اس کے متعلق میں کیا اظہار خیالات کر سکتا ہوں۔ ہر شخص اپنے اخلاص کے مطابق

اللہ تعالےٰ سے جزا

پاتا ہے۔ جسے للّٰہ فی اللّٰہ میرے ساتھ محبت کا تعلق ہوگا۔ یقیناً وہ اپنے اخلاص کے مطابق اس کی جزا پائیگا اس لئے اس کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن بعض دوستوں نے ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ کہ یہ امر

ایک مذہبی مسئلہ

بن جاتا ہے۔ اور اس لئے میں اس کے متعلق کچھ کہنا ضروری سمجھتا ہوں:۔

وہ خیال یہ ہے۔ کہ بعض دوستوں نے لکھا ہے۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیاں

آپ کے متعلق ہیں۔ اور جب ہم ان پیشگوئیوں کو درست مانتے ہیں۔ تو یہ کس طرح سمجھ لیں۔ کہ آپ کی وفات اسی زمانہ میں ہونے والی ہے۔ اور گو ان خوابوں کی بناء پر کوئی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آپ کی وفات کب ہوگی۔ لیکن اس زمانہ میں اس کا امکان بھی ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ اور میں آج اس امر کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ

خوابوں کا کیا مقصد

ہوتا ہے۔ اور پیشگوئیاں کس طرح مشروط ہوتی ہیں۔ پہلی بات اس کے متعلق یہ یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ کسی کی موت کے متعلق خواب کی یقینی تعبیر یہی نہیں ہوتی۔ کہ وہ فوت ہو جائے گا کیونکہ

رویاء میں موت دیکھنے کے کئی معنی

ہوتے ہیں۔ موت کے معنی زندگی کی طوالت بھی ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ کوئی شخص فوت ہو گیا ہے۔ تو کبھی اس کے یہ معنی بھی ہوتے ہیں۔ کہ اس کی عمر دراز ہوگی اگر کوئی دیکھے کہ کوئی قتل ہو گیا ہے۔ تو اس کے معنی بسا اوقات یہ ہوتے ہیں۔ کہ اس شخص کو

یقین اور وثوق کا درجہ

حاصل ہوگا۔ قتل بعض دفعہ یقین کامل اور ایمان کامل پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح موت کبھی لمبی عمر پر دلالت کرتی ہے۔ اور کبھی موت کے معنی

تعلق باللہ

کے ہوتے ہیں۔ صوفیاء کا مشہور قول ہے۔ کہ موتوا قبل ان تموتوا۔ یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفسوں کو کچل دو۔ نیکی تقوےٰ پیدا کر لو۔ تو موت سے پہلے انسان پر جو موت آتی ہے۔ یعنی جذبات کا مارنا وہ بھی موت ہی کہلاتی ہے۔ اس لحاظ سے موت کی تعبیر یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے

اپنے نفس کی ایسی اصلاح

کا موقعہ دے۔ جو موتوا قبل ان تموتوا کے مطابق موت کہلا سکے۔ پھر قتل کے معنی قطع تعلق کے بھی ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب صحابہ میں خلافت کے متعلق اختلاف پیدا ہوا۔ انصار کا خیال تھا۔ کہ خلافت ہمارا حق ہے۔ ہم اہل بلد ہیں۔ کم سے کم اگر ایک مہاجرین میں سے خلیفہ ہو۔ تو ایک انصار میں سے ہو۔ بنو ہاشم نے خیال کیا۔ کہ خلافت ہمارا حق ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے خاندان سے تھے۔ اور مہاجرین گو یہ چاہتے تھے۔ کہ خلیفہ قریش سے ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عرب لوگ سوائے قریش کے کسی کی بات ماننے والے نہ تھے۔ مگر وہ کسی خاص شخص کو پیش نہ کرتے تھے۔ بلکہ تعیین کو انتخاب پر چھوڑنا چاہتے تھے۔ مسلمان جسے منتخب کریں۔ وہی خدا تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ سمجھا جائیگا۔ جب انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا۔ تو انصار اور بنو ہاشم سب ان سے متفق ہو گئے۔ مگر ایک صحابی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی۔ یہ وہ انصاری صحابی تھے۔ جنہیں انصار اپنے میں سے خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ اس لئے شاید انہوں نے اس بات کو اپنی ہتک سمجھا یا یہ بات ہی ان کی سمجھ میں نہ آئی۔ اور انہوں نے کہدیا۔ کہ میں ابوبکرؓ کی بیعت کے لئے تیار نہیں ہوں حضرت عمرؓ کا اس موقعہ کے متعلق ایک قول بعض تاریخوں میں آتا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔

اقتلوا سعدًا

یعنی سعد کو قتل کر دو۔ لیکن انہوں نے خود ان کو قتل کیا۔ نہ کسی اور نے

بعض ماہر زبان لکھتے ہیں۔ کہ

حضرت عمرؓ کی مراد

صرف یہ تھی۔ کہ سعد سے قطع تعلق کر لو۔ بعض تاریخوں میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت سعد باقاعدہ مسجد میں آتے تھے۔ اور الگ نماز پڑھ کر چلے جاتے تھے۔ اور کوئی صحابی ان سے کلام نہ کرتا تھا۔ پس قتل کی تعبیر

قطع تعلق اور قوم سے جدا ہونا

بھی ہوتی ہے۔ اور ان معنوں کے لحاظ سے میرے متعلق جو خواب دوستوں کو آئے۔ وہ پورے بھی ہو چکے ہیں۔ آج مسلمانوں کے ایک طبقہ نے ہمارا بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ اور وہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور اس تعبیر کے لحاظ سے یہ خواب پورے ہو چکے۔ اور ہمیں انتظار کی بھی ضرورت نہیں۔ پس

قتل اور موت کی تعبیریں

مختلف ہوتی ہیں۔ اور صرف ایک ہی تعبیر ایسی رویاء کی نہیں ہوتی۔ اور یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس کا ضرور یہی مطلب ہے اور یہ نہیں ہے کبھی موت کے معنی موت کے بھی ہوتے ہیں اور کبھی اور۔ میں نے اپنی زندگی میں بیسیوں دفعہ رویاء میں دیکھا ہے کہ بعض دانت گر گئے ہیں اور عام طور پر اگر تو دیکھا جائے۔ کہ دانت گر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ تو اس کی تعبیر موت ہوتی ہے لیکن اگر دیکھا جائے۔ کہ مٹی میں نہیں ملے۔ اور ہاتھ میں یا کسی اور محفوظ جگہ میں ہیں۔ اور صاف ہیں۔ تو اس کی تعبیر لمبی عمر ہوتی ہے کیونکہ دانت عام طور پر لمبی عمر میں ہی گرتے ہیں۔ خدا کی قدرت ہے۔ کہ ادھر تو ایسے رویاء ہوئے۔ اور ادھر گزشتہ چند دنوں کی بات ہے۔ کہ

میرے دانتوں میں ایسا شدید درد

ہوا۔ کہ جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اور اس سے دانت ہلنے لگ گئے۔ اور میں نے سمجھا۔ کہ شاید اسی طرح بیماری سے دانت گر کر وہ خواب پوری ہو جائے گی۔ اور اس کے معنی لمبی عمر کے نہیں ہوں گے۔ مگر دوسرے تیسرے دن وہ پھر اپنی جگہ قائم ہو گئے۔ تو تعبیریں ایسے رنگ میں ہوتی ہیں۔ کہ کوئی شخص قبل از وقت نہیں کہہ سکتا۔ کہ خواب کس رنگ میں پورا ہو۔ پھر میں نے اس کا اظہار کیوں کیا۔ یہ میں آگے چلکر بیان کروں گا۔ لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ خواب کے ساتھ جب تک علامتیں ایسی نہ ہوں۔ یا واضح طور پر بتا نہ دیا جائے

کسی ایک معنی پر حصر

نہ کرنا چاہیئے مثلاً اگر ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے۔ کہ اس کے دانت گر گئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ایسی علامتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ یا الہاماً اسے بتا دیا جاتا ہے۔ کہ عمر اب ختم ہے۔ تو بے شک اس

خواب کی تعبیر

یہی سمجھی جائے گی۔ لیکن اگر یہ نہ ہو۔ تو صرف دانت گرنے سے یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ موت واقع ہونیوالی ہے۔ تو بعض جگہ کوئی ایسی بات آ جاتی ہے۔ جو اسے قطعی بنا دیتی ہے۔ یا کوئی ایسی علامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں۔ تو رویاء کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اس نے انسان کو وسیع دائرہ سے نکال کر

ایک چھوٹے دائرہ میں

کھڑا کر دیا۔ مثلاً ایک انسان دیکھتا ہے۔ کہ اس کے دانت گر گئے۔ اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ اس کا کوئی رشتہ دار فوت ہو گا۔ یہ بھی کہ لمبی عمر پائے گا۔ اور گو اب بھی یہ نہیں کہہ سکتے تھے۔ کہ اس کا کوئی رشتہ دار فوت ہو گا۔ یا وہ خود فوت ہو گا۔ اور شبہ باقی رہتا تھا۔ مگر احتمال محدود ہو گیا۔ اور یہ پتہ لگ گیا۔ کہ

دو چار باتوں میں سے ایک

ضرور ہے۔ حالانکہ انسان کے ساتھ ہزاروں احتمالات لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ رویاء کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے۔ کہ وہ طاعون سے مریگا اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ قتل ہو گا۔ یہ بھی کہ اسے کھجلی کی بیماری ہو گی۔ یہ بھی کہ اسے طاعون ہو گا۔ اور یہ بھی کہ دشمن اس پر حملہ کرے گا۔ اور سخت اعتراض کرے گا مگر کیا سارے انسان ان چاروں باتوں میں سے ایک نہ ایک میں ضرور مبتلا ہوتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں یہ چاروں باتیں نہیں ہوتیں۔ بلکہ اور بھی سینکڑوں نہیں ہوتیں۔ پس

خواب کا فائدہ

یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ انسانی مستقبل کو ہزاروں احتمالات کے دائرہ سے نکال کر چند احتمالات کے اندر محدود کر دیتی ہے۔ پھر کبھی وہ تقدیر مبرم ہوتی ہے۔ اور کبھی اس کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ انسان ہوشیار ہو جائے۔ اور

بچاؤ کی تدبیر

کرے۔ مثلاً ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے۔ کہ اسے بخار چڑھا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اگر وہ احتیاط نہ کرے گا۔ تو حالت ایسی ہے۔ کہ ضرور بخار چڑھ جائیگا۔ لیکن اگر کونین کھائے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ نہ چڑھے۔ پس بسا اوقات انسان کو

حزم اور احتیاط سکھانے کیلئے

بھی خواب آتے ہیں۔ ایک شخص کو رویاء ہوتا ہے۔ کہ تم مر جاؤ گے۔ گو اس کا مطلب یہی ہو۔ کہ وہ مر جائیگا۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ کہ یہ موت اس کے موجودہ حالات کا نتیجہ ہو۔ اور اس کے لئے ان حالات کو بدل کر موت سے بچ جانا ممکن ہو۔ مثلاً وہ بیمار ہے۔ اور پرہیز کرے۔ یا علاج کرائے تو بچ جائے یا اگر دشمن کے حملہ سے

موت کی خبر

ہے۔ اور وہ اس سے ہوشیار ہو جائے۔ تو رویاء کی تعبیر بھی بدل جائے۔

غرض ہر رویاء

تقدیر مبرم

نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض دفعہ اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ حالات ایسا چاہتے ہیں۔ اور اگر حالات بدل جائیں گے۔ تو تعبیر بھی بدل جائے گی۔ پس جن رویاؤں کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ان کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ کہ

حالات کے نتیجہ میں

ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر احتیاط کرو۔ دعائیں کرو۔ اور صدقہ و خیرات کرو۔ تو ممکن ہے خدا بدل دے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ان خوابوں کے وہ اچھے معنی ہوں۔ جو میں نے پہلے بیان کئے ہیں:

اب میں اس سوال کو لیتا ہوں۔ جو بعض دوستوں نے لکھا ہے۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض رویا اور پیشگوئیاں

آپ سے منسوب ہیں۔ پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ آپ کی عمر اتنی ہی ہو۔ اور چونکہ بعض دشمنوں کی طرف سے ابھی یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ

سبز اشتہار والی پیشگوئی

میرے متعلق نہیں۔ اور کہ میں خود اس کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ اس لئے میں اس کے متعلق بھی کچھ بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں:

یہ بات قطعاً غلط ہے۔ کہ میں اس کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ میں جس بات کا انکار کرتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ اس پیشگوئی کو

کسی مامور کے متعلق

سمجھا جائے۔ یا یہ سمجھا جائے کہ جس کے متعلق یہ ہے۔ اس کے لئے الہاماً ایسا دعوے کرنا لازمی ہے۔ بعض باتوں کا بے شک الہاماً دعوے سے تعلق ہوتا ہے۔ لیکن بعض کا ظاہری مادی حالات سے پتہ چل جاتا ہے۔ کہ بات یوں ہے۔ کوئی شخص خواب میں دیکھتا ہے۔ کہ اس کا کوئی عزیز فوت ہو گیا۔ اب کیا ضروری

ہے۔ کہ اس کی وفات کے بعد دوسرے رشتہ دار الہاماً دعوے کریں۔ کہ خواب اسی کے متعلق تھا۔ جو فوت ہو چکا۔ احادیث میں

ریل گاڑی کے متعلق پیشگوئی

ہے۔ تو کیا اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ ریل الہاماً اس کا دعویٰ کرے۔ تب اس پیشگوئی کے اس کے متعلق ہونیکا یقین کیا جائے۔ پس دعوے اور وہ بھی الہاماً ضروری نہیں۔ اگر یہ ضروری ہوتا۔ تو احادیث میں بے جان چیزوں کے متعلق پیشگوئیاں نہ ہوتیں۔ پس میں جو بات کہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ضروری نہیں۔ جس کے متعلق یہ پیشگوئی ہے۔ اسے اس کے متعلق الہام بھی ہو۔ اور پھر وہ دعوے کرے۔ گو میں یہ بھی نہیں کہتا۔ کہ ضروری ہے۔ کہ الہام نہ ہو۔ ممکن ہے ہو جائے۔ لیکن ضروری نہیں۔ میں ابھی بچہ ہی تھا۔ کہ

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

کا خیال تھا۔ کہ یہ پیشگوئی میرے متعلق ہے۔ اور اس میں بہت سی باتیں ہیں جنہیں

خدا نے میرے ذریعہ

پورا کیا۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کا اکناف عالم میں پھیلنا مختلف قوموں کا سلسلہ میں داخل ہونا۔ حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں گو انگلستان میں مشن قائم تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو خواجہ صاحب زہر ہلاہل سے تعبیر کرتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ یہ سم قاتل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے یہ بات میرے ہی زمانہ میں پوری کی۔ کہ آپ کا نام تمام دنیا میں پھیل گیا۔ اور اب بیرونی ممالک میں ہزاروں کی جماعتیں ہیں۔ اور مشن مختلف علاقوں میں پھیل گئے ہیں۔ اس وقت ہندوستان سے باہر

بیسیوں مقامات پر جماعتیں

ہیں۔ جو سب میرے زمانہ میں قائم ہوئیں۔ سماٹرا۔ جاوا۔ سیلون ماریشس۔ ٹرینیڈاڈ۔ امریکہ کی جنوبی ریاستیں۔ انگلستان۔ روس شام فلسطین مصر الجزائر۔ گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا۔ سیرالیون۔ ایران یہ سب نئی جماعتیں ہیں۔ جو میرے زمانہ میں قائم ہوئیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی

دوسرے ممالک میں

اکا دکا احمدی ہیں۔ تو سوائے افغانستان کی جماعت کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قائم ہوئی۔ یا ایک دو آدمیوں کے جو عرب میں تھے۔ باقی جتنی جماعتیں باہر ہیں وہ سب

میرے زمانہ میں

قائم ہوئیں۔ اور خدا کے فضل سے میرے ہی زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام چاروں طرف پھیلا۔ پھر کثرت جو اس زمانہ میں حاصل ہوئی۔ اور جو نظام قائم ہوا۔ وہ بھی

غیر معمولی حیثیت

رکھتا ہے۔ جتنے آدمی آج میرے جمعہ میں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے آخری جلسہ میں اس سے چوتھا حصہ جلسہ سالانہ میں تھے۔ قبر سے گز بھر ورے تک مسجد تھی۔ اور جہاں میں کھڑا ہوں۔ صرف یہاں سے وہاں تک آدمی تھے۔ اور آپ بہت خوش تھے۔ کہ ہماری جماعت پھیل گئی ہے۔ مگر آج اس سے چار گنا جمعہ میں ہیں۔ عورتیں اس کے سوا ہیں۔ اگر انہیں بھی شامل کر لیا جائے۔ تو چار گنے سے بھی زیادہ آدمی آج جمعہ میں ہیں۔ اور غور کرو۔ یہ

اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل

ہے۔ پھر کوئی دن ایسا نہیں۔ کہ جماعت میں اضافہ نہ ہو۔ اور یہ ایسی بات ہے۔ کہ بعض انگریزوں سے میں نے دوران گفتگو میں اس کا ذکر کیا۔ تو وہ حیران رہ گئے۔ میری خلافت کے بیس سالہ عرصہ میں مجھے یاد نہیں۔

کوئی ایک دن

بھی ایسا گزرا ہو۔ جب کوئی شخص جماعت میں داخل نہ ہوا ہو بعض دنوں میں تو بیسیوں سینکڑوں تک داخل ہوتے ہیں۔ مگر ایک دو سے خالی دن تو کبھی نہیں ہوا۔ غور کرو کتنا لمبا عرصہ ہے۔ اکیسواں سال ختم ہونے والا ہے۔ مگر ایک دن میری زندگی کا ایسا نہیں گزرا۔ کہ کوئی احمدی نہ ہوا ہو۔ اول تو ڈاک میں ہی درخواست بیعت میں کبھی ناغہ نہیں ہوا۔ لیکن اگر ڈاک میں کوئی ایسا خط کبھی نہ آئے۔ تو میں جب باہر نکلا۔ تو مسجد میں ہی کسی نے بیعت کر لی۔ پس اللہ تعالےٰ نے میرے زمانہ میں

جماعت کو غیر معمولی ترقی

دی ہے۔ اور پھر منظم ترقی۔ جو لوگ آتے ہیں وہ ٹھہرتے ہیں۔ استقلال دکھاتے ہیں۔ اور ایک لڑی میں پروئے جاتے ہیں اور جماعت برابر بڑھتی جا رہی ہے۔ پچھلی مردم شماری کے موقعہ پر مردم شماری کے افسر نے صوبہ سرحد کے متعلق سرکاری رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ چار گنا بڑھ گئی ہے۔ اور اہلحدیث فرقہ کم ہو گیا ہے۔ پس جماعت احمدیہ کی ترقی ایسے رنگ میں چلتی ہے۔ کہ دوست دشمن سب کو حیرت میں ڈالتی جا رہی ہے۔ بیرونی ممالک میں بعض جگہ

ہزاروں کی جماعتیں

ہیں۔ اور ان میں ایسے ایسے مخلص لوگ ہیں۔ کہ حیرت ہوتی ہے۔ گذشتہ ہفتہ ہی امریکہ سے مجھے ایک چٹھی آئی ہے۔ یورپ اور امریکہ کے لوگوں کی زندگی ایسی نہیں ہوتی جیسی ہمارے ملک کے لوگوں کی ہے۔ کھانے پینے پہننے اور رہائش میں وہاں کے غریب ایسے پر تکلف ہوتے ہیں۔ جیسے ہمارے ہاں کے امیر۔ امریکہ میں

غریبوں کی آمدنی

تین چار سو روپیہ ماہوار ہے۔ لیکن یہاں اگر کسی کی اتنی آمد ہو۔ تو وہ زمین پر قدم نہیں لگنے دیتا۔ مگر وہاں کے غریب کا اتنا خرچ ہوتا ہے۔ ایسے ملک میں سمجھ لو۔ کس قسم کی زندگی کے وہ لوگ عادی ہوں گے۔ پھر وہ مذہبی پابندیوں سے بالا ہیں۔ اور

ایسے لوگوں میں اخلاص

کا پیدا ہونا کس قدر خوشکن ہے۔ امریکہ کی ایک جماعت نے لکھا ہے۔ کہ فلاں شخص نے ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے جو ٹھیک نہیں۔ میں یہ تو نہیں جانتا۔ کہ اس شخص نے ایسا معاملہ کیا ہے یا نہیں۔ اس جماعت نے ایسا لکھا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ہمیں اس شخص کی بدسلوکی کی پروا نہیں۔ ہم نے دین کو قبول کیا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ہم سے اچھا معاملہ نہیں کرتا۔ تو اس سے احمدیت پر کیا اعتراض ہے۔ آپ کو صرف اس لئے لکھا ہے۔ کہ چونکہ

آپ ہمارے امام

ہیں۔ اس لئے لکھیں۔ کہ اب ہمیں کس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور کس سے دین سیکھیں۔ امریکہ کے رہنے والوں میں ایسا اخلاص حیرت انگیز ہے۔ پھر وہاں

مسٹر بارکر

ایک وکیل ہیں۔ امریکہ کی کسی فرم نے ایک تاریخی کتاب کا اشتہار دیا۔ جو ان کے پاس بھی آیا۔ اس کتاب کی قیمت بالاقساط ادا کرنی تھی۔ وہ کئی جلدوں کی کتاب تھی۔ مسٹر بارکر نے بھی کتاب کی خریداری منظور کر لی۔ جب کتاب ان کے پاس پہنچی۔ تو اس میں بعض ایسی باتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق درج تھیں۔ جو پادری غلط طور پر یورپ میں شائع کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کتاب کا وہ حصہ دیکھا۔ جو

خلاف واقعہ اور ہتک آمیز

تھا۔ تو فوراً اس فرم کو خط لکھا۔ کہ میں اس کتاب کی قیمت نہیں دونگا۔ کیونکہ یہ کوئی تاریخی کتاب نہیں۔ بلکہ محض کہانیوں کا مجموعہ ہے اور

ہمارے ہادی اور راہنما محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے متعلق اس میں سراسر غلط اور خلاف واقعہ باتیں درج ہیں اور میرا مقصد قیمت کی ادائیگی کے انکار سے یہ ہے۔ کہ تم مجھ پر نالش کرو۔ تا میں عدالت میں ثابت کر سکوں۔ کہ واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی گئی ہے۔ فرم والے بھی بھلا کب خاموش رہنے والے تھے۔ انہوں نے نالش کر دی۔

شکاگو کی عدالت میں

مقدمہ پیش ہؤا۔ وہاں کی یونی ورسٹی نے بعض پروفیسروں کی شہادت ہوئی۔ ہمارے مبلغ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی کی بھی شہادت ہوئی۔ اور عدالت نے فیصلہ دیا۔ کہ واقعی کتاب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلط باتیں درج ہیں۔ اور مسٹر بازگر کا حق ہے کہ اس کی قیمت ادا نہ کرے۔ یہ باتیں بتاتی ہیں۔ کہ بیرونی ممالک میں جماعتیں عمدگی سے ترقی کر رہی ہیں۔ اور یہ سب ترقی

میرے ہی زمانہ میں

ہوئی ہے۔ اور جب کسی امر کے متعلق واقعات ظاہر ہو جائیں۔ تو پھر اس میں شک کرنا تو ایسا ہی ہے۔ کہ جیسے کہتے ہیں۔ کسی کو جنگ میں تیر لگ گیا وہ خون دیکھتا جائے۔ اور کہتا جائے۔ کہ خدایا یہ خواب ہی ہو۔ پس جب

سب باتیں میرے متعلق

پوری ہو رہی ہیں۔ تو میں مجبور ہوں۔ کہ دعویٰ کروں۔ کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔ گو باوجود اس کے میں کہتا ہوں۔ کہ پیشگوئیوں کا تعلق عمر سے نہیں ہوتا۔ ممکن ہے۔ میری عمر بہت لمبی ہو لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو۔ تو بھی پیشگوئیوں پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ بیس سال میں مجھ سے اتنا کام لے لے۔ جو دوسرے سو سال میں کرتے ہیں۔ تو پیشگوئی پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ پیشگوئیوں کی ساری کیفیت اسی کی زندگی میں پوری ہونی ضروری نہیں۔ جس کے متعلق کوئی پیشگوئی ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

قرآن کریم میں پیشگوئی

ہے۔ کہ ہم نے رسول کو بھیجا ہے۔ تا اسلام کو کل ادیان پر غالب کر دیں۔ مگر اس کا اظہار آپ کے زمانہ میں نہیں ہؤا۔ بلکہ آپ کے بروز مسیح موعود کے زمانہ میں سارے ملکوں میں اسلام پھیلا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جب آپ کے کسی شاگرد کے ذریعہ پیشگوئی پوری ہو۔ تو وہ آپ کی سمجھی جائے گی۔ آج اگر خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ امریکہ و افریقہ میں اسلام کو پھیلانا ہے۔ تو یہ کام میرا نہیں مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ اور آپ کا نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ قرآن آپ لائے اور وہ آپ کے ہی دلائل ہیں جو اشاعت کا باعث بنتے ہیں۔ پس قرآن کریم کی یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی

تیرہ سو سال کے بعد

پوری ہونی شروع ہوئی ہے۔ جسے دیکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ اب یہ پوری ہو جائے گی۔ مگر باوجود اس کے خدا تعالیٰ کا کلام سچا ہے۔ کیونکہ اس کا آپ کے ذریعہ پورا ہونا بھی آپ کا ہی کام ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے پیشگوئیوں میں میرے جو کام بتائے ہیں۔ وہ ممکن ہے میرے ہاتھ سے ہی ہوں یا ممکن ہے۔ میرے شاگردوں کے ہاتھوں سے ہوں اور اگر ایسا ہو۔ تو بھی پیشگوئیوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ دیکھنے والی بات صرف یہ ہے۔ کہ اس کا ظہور مجھ سے ہؤا یا نہیں اور جو شخص بھی اس بارہ میں غور کرے گا۔ اسے معلوم ہوگا۔ کہ یہ ہو چکا ہے۔

قوموں کی رستگاری اور آزادی

میرے ذریعہ ہوئی۔ احمدیت کی اشاعت۔ نظام جماعت میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا۔ جماعت کی

شدید مخالفتوں کے مقابل پر

اس نے مجھے اولوالعزم ثابت کیا۔ جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر خطرناک فتنہ پیدا ہؤا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے دبانے کی توفیق دی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ کم کرنے کی جو کوششیں پیغامیوں نے کیں۔ ان کا کامیاب مقابلہ کرنے کی اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی اور اس کے لئے

مافوق العادت اور معجزانہ عزم

مجھے بخشا۔ اور اس طرح

اولوالعزم کی پیشگوئی

میرے متعلق پوری ہو گئی۔ پھر دوسری خلافت پر مجھے متمکن کر کے اللہ تعالیٰ نے فضل عمر

فضل عمر والی پیشگوئی

کو بھی پورا کر دیا۔ حضرت عمر رضی کی تلوار سے جس طرح اسلام کے دشمن گھائل ہوئے اسی طرح میرے دلائل کی تلوار سے ہوئے۔ اور اس طرح بھی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ پھر جس طرح حضرت عمر رضی کے زمانہ میں مختلف بلاد میں اسلام پھیلا۔ اسی طرح میرے زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کے نام اور اس کی شہرت کو

دنیا کے کناروں تک

پہنچا دیا۔ اور اس طرح بھی یہ پیشگوئی پوری فرما دی۔ پھر میرے ذریعہ

جماعت کا نظام

قائم کر کے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمائی وغیرہ وغیرہ اب اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت چاہے۔ کہ بقیہ حصہ ان لوگوں کے ذریعہ پورے ہوں۔ جو سچے طور پر میری بیعت میں شامل ہیں۔ تو اس سے پیشگوئی پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اگر آپ فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ جب صداقت کے ثبوت پورے ہو جائیں۔ اور سب باتیں ظاہر ہو جائیں۔ تو پھر کیا ابتلا کا موقعہ رہ جاتا ہے۔ پس یہ درست نہیں۔ کہ عمر کی کمی سے پیشگوئی غلط ثابت ہوتی ہے جب بقیہ باتیں پوری ہو جائیں اور ایک اپنی سمجھ کے مطابق پوری نہ ہو۔ تو اس کی تعبیر کرنی پڑے گی۔

لیکن جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ

موجودہ خوابوں کی تعبیر

عمر کی کمی ہو۔ لیکن اگر لفظی تعبیر بھی ہو تب بھی بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ہم نے دعا کی۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ آپ کی عمر بیس سال بڑھ گئی ہے۔ اب کیا ممکن نہیں کہ کسی اور دعا سے ۲۰ سال بڑھ جائے۔ اور کسی اور کی دعا سے ۴۰ سال بڑھ جائے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ میرا کام

سپاہی کی حیثیت

رکھتا ہے۔ میرا فرض یہی ہے۔ کہ اپنے کام پر

ناک کی سیدھ

چلتا جاؤں۔ اور اسی میں جان دیدوں۔ میرا یہ کام نہیں۔ کہ عمر دیکھوں۔ میرا کام یہی ہے کہ مقصود کو سامنے رکھوں اور اسے پورا کرنے کی کوشش میں لگا رہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اس یقین سے کھڑا ہوں۔ کہ یہ مقصود ضرور حاصل ہوگا اور یہ کام پورا ہو کر رہے گا۔ یہ رات دن میرے سامنے رہتا ہے اور بسا اوقات

میرے دل میں اتنا جوش

پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ تو میں دیوانہ ہو جاؤں۔ اس وقت ایک ہی چیز ہوتی ہے۔ جو مجھے ڈھارس دیتی ہے اور وہ یہ کہ میری یہ سکیمیں سب خدا کے لئے ہیں۔ اور میرا خدا مجھے ضائع نہیں کریگا۔ ورنہ کام کا اور فکر کا اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ

عقل کا رشتہ

ہاتھ سے چھوٹ جائیگا اور میں مجنون ہو جاؤں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نفس پر قابو دیتا ہے۔ ظلمت میں سے روشنی کی کرن نظر آنے لگتی ہے۔ اور چاروں طرف مایوسی ہی مایوسی کے معاملات کو اللہ تعالیٰ امید اور خوشی سے بدل دیتا ہے۔ اور

اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ یہ معاملہ

شروع سے ہے۔ جب میں خلافت پر متمکن ہؤا۔ تو میری حالت کیسی کمزور تھی۔ لیکن اسی وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا۔ کہ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔ اور بعد کے آنیوالے حالات نے بتا دیا۔ کہ واقعی کوئی ایسا نہیں۔ حضرت خلیفہ اول کی وفات پر قادیان کو چھوڑ کر

باہر کی اکثر جماعتیں

متردد ہو گئی تھیں۔ اور جب میں نے یہ اعلان کیا۔ تو پنجابی لوگ میرا مضحکہ اڑاتے تھے۔ مگر آپ میں سے سینکڑوں ہزاروں ایسے ہیں۔ جن کو سخت مخالفت کے بعد اللہ تعالےٰ میری طرف کھینچ لایا۔ پس جس کی

ساری زندگی توکل پر

گزری ہو۔ جو برملا کہتا ہو۔ کہ نہ مجھ میں علم ہے۔ نہ طاقت نہ قوت ہے نہ دولت۔ میں جاہل ہوں۔ کمزور ہوں۔ غریب ہوں۔ اور میرے سب کام اللہ تعالےٰ ہی کرتا ہے۔ وہ مشکلات سے کب گھبرا سکتا ہے۔ میں نے کبھی نہیں کہا کہ میں بڑا عالم ہوں۔ بلکہ ہمیشہ یہی کہتا رہا ہوں۔ کہ میں کچھ پڑھا لکھا نہیں ہوں مجھے نہ انگریزی آتی ہے۔ نہ کوئی اور علم۔ مجھے

صرف ایک ہی علم

آتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کی نصرت کا علم ہے۔ اس سے میں نے ہر میدان میں غلبہ حاصل کیا ہے۔ اور اسی نے میرے لئے ہر تاریکی کو روشنی سے بدل دیا۔ اور جس کا ہر لمحہ اسی میں گزرا ہو۔ وہ بھلا کب مایوس ہو سکتا ہے۔ میں اپنے سہارے پر نہیں کھڑا ہوں۔ بلکہ

مجھے کھڑا کرنے والی ایک اور طاقت

ہے۔ جب تک مجھے اس کا سہارا ہے۔ نہ میری موت مجھے نقصان پہونچا سکتی ہے۔ اور نہ حیات خطرات میں ڈال سکتی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے ہیں۔ مگر کیا ان کا کام رک گیا۔ میں اس بات سے نہیں گھبراتا۔ اگر مشیت ایزدی یہی ہے۔ کہ میری موت واقعہ ہو جائے۔ تو یقیناً

اسلام کی اور میری بہتری

اسی میں ہے۔ اور اگر مشیت الٰہی مجھے زندہ رکھنا چاہتی ہے۔ تو اسلام اور میری بہتری اسی میں ہے "

کبھی الہامی عبارتوں میں

موت کے معنے

ایک حالت سے دوسری میں انتقال کے بھی ہوتے ہیں دنیا میں انسان ہزاروں دفعہ زندہ ہوتا۔ اور ہزاروں دفعہ مرتا ہے۔ کسی کو ایک بیوی سے انتہائی محبت ہوتی ہے۔ مگر کسی وجہ سے وہ ٹوٹ جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ انسان جو اس عورت سے محبت کرتا تھا۔ مر گیا۔ کبھی کسی انسان کو بدی سے محبت ہوتی ہے۔ پھر وہ نیک ہو جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ پہلا انسان مر گیا۔ اور دوسرا پیدا ہوا۔ پس کسی کو کیا معلوم ہے۔ کہ موت کے کیا معنے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ کہ میں پہلے مریم تھا۔ پھر عیسےٰ ہوا۔ اور پھر بروز محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ بھی گویا

موت اور حیات کا ایک سلسلہ

تھا۔ اس لئے کسی کو کیا معلوم ہے۔ کہ اس موت سے کیا مفہوم ہے۔ ہاں مجھے اس پر وثوق حاصل ہے۔ کہ اسی وقت اگر میری جان چلی جائے۔ تو جو باتیں میں نے کہی ہیں۔ وہ قائم رہینگی اور انہیں کوئی نہیں مٹا سکتا۔ میں نے وہ

اللہ تعالےٰ کے حکم سے

کہی ہیں۔ اور اس لئے وہ ہمیشہ قائم رہیں گی۔ درمیان میں گو بظاہر ایسا معلوم ہو۔ کہ دشمن نے انہیں مٹا دیا ہے۔ مگر وہ نہیں مٹیں گی۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو باتیں آتی ہیں ان کی مثال اس کھلونے کی سی ہوتی ہے جسے آپ میں سے بعض نے دیکھا ہو گا۔ ایک بڈھے بابا کی شکل بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ جس کے سفید بال ہوتے ہیں۔ وہ بکس میں بند ہوتا ہے اس کے ڈھکنے کو جب بند کر دیا جائے۔ تو وہ بڈھا نیچے چلا جاتا ہے۔ اور جب کھول دیا جائے۔ تو جھٹ باہر آ جاتا ہے۔ پس

اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنیوالی باتیں

بھی ایسی ہی ہوتی ہیں۔ مجھے اللہ تعالےٰ سے آنے والی چیزوں سے تعلق ہے۔ زندگی یا موت سے نہیں۔ اس سے آپ کو تعلق ہو گا۔ کیونکہ جس سے محبت ہوتی ہے۔ انسان کو اس کی زندگی کا فکر ہوتا ہے۔ مگر میرے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے کام کرنے کی توفیق ملے۔ اور

اسی میں جان چلی جائے

چاہے آج چلی جائے۔ چاہے پچاس سال بعد۔ اور جو اللہ تعالےٰ کے لئے مرتا ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ کی غیرت کبھی ضائع نہیں ہونے دیتی۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ ایسا ہی ہو گا اور پیشگوئیوں سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے دوست بے شک دعائیں کرتے رہیں۔ میں بھی بعض اوقات دعا کرتا ہوں۔ یہ نہیں کہ نہیں کرتا۔ اور وہ دعا اسی رنگ میں ہوتی ہے کہ الٰہی اسلام کی خدمت کی جو تجاویز میرے ذہن میں ہیں اگر ان کو

بروئے کار لانے کا موقعہ

ملے۔ تو میں بھی اسلام کی ترقی کو دیکھ لوں۔ اور کبھی نہیں بھی کرتا۔ اور اس وقت دل پر اس خیال کا غلبہ ہوتا ہے۔ کہ جس طرح خدا کی مرضی ہو۔ ہو جائے۔ دوست بے شک دعائیں کریں مگر جو بات سب سے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ

اصل مقصد

ہمیشہ مد نظر رکھیں۔ میری ضرورت اسی لئے ہے۔ کہ اسلام کی خدمت کر سکوں۔ پھر وہ بھی اسلام کی خدمت کے لئے انہیں اور اس کے لئے اسی طرح وقف دیں جس طرح میں چاہتا ہوں۔

اسلام اور احمدیت

ایک ہی چیز ہیں۔ اور اس وقت دونوں خطرہ میں ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیئے۔ کہ عاجزی اور انکسار کے ساتھ خدا کے حضور گر جائیں۔ اور اس کے ساتھ تبلیغ کے لئے پوری پوری کوشش کریں۔ آپ لوگوں میں سے ہزاروں ایسے ہیں جو گالیاں دیا کرتے تھے۔ بعض لوگ بیعت کرنے لگتے ہیں تو ان کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔ کہ ہم بڑی گالیاں دیا کرتے تھے۔ اور سینکڑوں خطوط ایسے آتے ہیں۔ کہ ہم نے بہت مخالفت کی ہے۔ اب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ سلسلہ کی خدمت کی توفیق دے۔ پس یہ مت خیال کرو۔ کہ لوگ نہیں سنیں گے۔

نکلو۔ اور تبلیغ کرو

جاؤ۔ اور پیغام حق لوگوں کو پہونچاؤ۔ اخلاص، محبت اور پیار سے باتیں سناؤ۔ تمہاری آنکھوں سے اخلاص ٹپکتا ہو۔ تمہاری باتوں سے محبت ظاہر ہو رہی ہو۔ تمہاری کسی حرکت میں کوئی رعونت نہ ہو۔ تمہارے دن، رات اگر اس طرح تقسیم ہو جائیں۔ کہ اگر اندر جاؤ۔ تو یہی خیال ہو۔ اور باہر آؤ تو یہی مد نظر ہو۔ اور اگر تم خدا کے سامنے جھک جاؤ تو پھر زندگی کی غرض پوری ہو سکتی ہے۔ جس دن آپ لوگوں کے اندر ایسا جنون پیدا ہو جائے گا۔ جس دن مجھے ایسے نائب مل جائیں گے۔ اس دن ہم دنیا میں

عظیم الشان تغیرات

پیدا کر دیں گے :۔

اسی غرض کے لئے میں نے ایک سکیم پیش کی تھی۔ اس کے مالی حصہ کی طرف تو جماعت نے توجہ کی ہے۔ مگر باقی کے لئے ابھی بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ باہر کی جماعتیں باقی حصہ کی طرف بھی توجہ کر رہی ہیں۔ مگر قادیان میں اس کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ میں محلوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس بات کا انتظام کریں۔ کہ ہر فرد جماعت سال میں

ایک ماہ تبلیغ کے لئے

وقف کرے۔ اور جلد سے جلد ایسی فہرستیں تیار کر کے میرے سامنے پیش کریں۔ خالی روپیہ کی قربانی سے کچھ نہیں بنتا۔ اگر دس کروڑ روپیہ بھی جمع کر دیا جائے۔ تو بھی جب تک

جانی قربانی کے لئے

دوست آمادہ نہ ہوں۔ ترقی محال ہے۔ اور جو شخص بارہ ماہ میں سے۔ ایک ماہ بھی تبلیغ کے لئے نہیں دے سکتا۔

اس سے یہ کیونکر توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ جان قربان کر سکتا ہے۔ پس تم اپنے اوقات کو اس طرح صرف کرو۔ کہ زیادہ سے زیادہ وقت تبلیغ کے لئے نکال سکو۔ اس کے لئے روزانہ اٹھارہ گھنٹے بھی کام کرنا پڑے۔ تو کرو۔ اور اس سے ہرگز نہ ڈرو۔ کہ اس طرح موت واقع ہو جائے گی کیونکہ خدا کے لئے جو جان جائے۔ وُہی حقیقی زندگی ہے میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے۔ کہ ۱۷۔ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء سے لے کر آج تک سوائے چار۔ پانچ راتوں کے میں کبھی

ایک بجے سے پہلے

نہیں سو سکا۔ اور بعض اوقات تو دو۔ تین۔ چار بجے سوتا ہوں۔ بسا اوقات کام کرتے کرتے دماغ معطل ہو جاتا ہے مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ جب اسلام کا باطل سے مقابلہ ہے۔ تو میرا فرض ہے۔ کہ اسی راہ میں جان دے دُوں۔ اور جس دن ہمارے دوستوں میں یہ بات پیدا ہو جائے۔ وُہی دن ہماری کامیابی کا ہو گا۔ کام

جلدی جلدی کرنے کی عادت

پیدا کرو۔ اٹھو۔ تو جلدی سے اُٹھو۔ چلو تو چستی سے چلو کوئی کام کرنا ہو۔ تو جلدی جلدی کرو۔

دو گھنٹے کا کام آدھ گھنٹہ میں

کرو۔ اور اس طرح جو وقت بچے۔ اسے خدا کی راہ میں صرف کرو۔ میرا تجربہ ہے۔ کہ زیادہ تیزی سے کام کیا جا سکتا ہے۔ میں نے ایک ایک دن میں سَو سَو صفحات لکھے ہیں۔ اور اس میں گو بازو شل ہو گئے۔ اور دماغ معطل ہو گیا۔ مگر میں نے کام کو ختم کر لیا۔ اور یہ تصنیف کا کام تھا۔ جو سوچ کر کرنا پڑتا ہے۔ دُوسرے کام اس سے آسان ہوتے ہیں۔ اسی ہفتہ میں میں نے اندازہ کیا ہے۔ کہ میں نے دو ہزار کے قریب رقعے اور خطوط پڑھے ہیں۔ اور بہتوں پر جواب لکھے ہیں۔ اور روزانہ تین چار گھنٹے ملاقاتوں اور مشوروں میں بھی صرف کرتا رہا ہوں۔ پھر کئی خطبات صحیح کئے ہیں۔ اور ایک کتاب کے بھی دو سو صفحات درست کئے ہیں۔ بلکہ اس میں ایک کافی تعداد صفحات کی اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔

پس میں جانتا ہوں۔ کہ اگر سستی نہ کی جائے۔ تو

تھوڑے وقت میں بہت سا کام

ہو جاتا ہے۔ اس لئے وقت ضائع نہ کرو۔ ہمیشہ اپنے نفس سے پوچھتے رہو۔ کہ ہم وقت ضائع تو نہیں کر رہے۔ اور جب فرصت ملے۔ تو اسے باتوں میں گنوانے کے بجائے تبلیغ میں صرف کرو۔ اور پھر ہر شخص

کم سے کم ایک ماہ

تبلیغ کے لئے وقف کر دے۔ کارکن بھی باریاں مقرر کر لیں اور اس طرح ایک ایک ماہ دیں۔ صدر انجمن کو چاہیئے۔ کہ ان کے لئے انتظام کرے۔ خواہ ان کی جگہ دوسرے آدمی رکھ کر ہی ایسا کرنا پڑے۔ اور اگر قادیان کے لوگ اس طرف توجہ کریں۔ تو مجھے

تین چار سو مرد مبلغ

مل سکتا ہے۔ گویا تین چار سو ماہ کام کرنے کے لئے مل گئے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک وقت میں پچیس تیس مبلغ مل گئے۔ پس قادیان کے مختلف محلوں کو چاہیئے۔ کہ جس طرح مالی حصہ سکیم کے متعلق انہوں نے فہرستیں تیار کی تھیں۔ اس عملی حصہ سکیم کے متعلق بھی کریں۔ کیونکہ یہ اس سے بہت اہم ہے۔ جلسے کر کے ایسے لوگوں کے نام لکھے جائیں۔ جو

ایک ایک ماہ دینے کو تیار

ہوں۔ اور یہ بھی معلوم کر لیا جائے۔ کہ وہ کس ماہ وقت دینے کو تیار ہیں۔ اگر اس طرح کیا جائے۔ تو قادیان کے لوگوں کے ذریعہ سے ہی سارے

ضلع گورداسپور میں تبلیغ

کی جا سکتی ہے۔

پس میں امید کرتا ہوں۔ کہ جماعتیں

محبت اور اخلاص

کا اظہار عملی طور پر کریں گی۔ اب سکیم کا عملی حصہ باقی ہے۔ پچھلے خطبہ کے بعد باہر سے کثرت سے درخواستیں آئی ہیں۔ مگر

قادیان والوں نے

ابھی تک توجہ نہیں کی۔ سوائے ان کے جنہوں نے کئی کئی سال کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں۔ باقی ایک ایک ماہ دینے والے ایک دو سے زیادہ نہیں ہیں۔ پس محلوں میں ایسا انتظام کیا جائے۔ کہ دوست ایک ایک ماہ دینے کے لئے اپنے نام لکھوائیں۔ اور یہ بھی معلوم کر لیا جائے۔ کہ وہ کب وقت دے سکیں گے۔ بعض یونہی نام لکھوا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جب بلایا گیا۔ تو کسی نے کہہ دیا۔ مجھے فرصت نہیں۔ میں نے بھوپال میں زمین لی ہے۔ میرا خیال تھا۔ یہی کام وقف میں شمار کر لیا جائے گا۔ ایسے لوگوں نے سمجھا۔ کہ جس طرح

سکیم کے تمدنی حصہ

کے متعلق میں نے کہا تھا۔ کہ

غربا بھی ثواب میں شریک

ہو سکتے ہیں۔ شائد اس میں نام لکھوانا بھی ویسا ہی ہے۔

پس جو دوست چاہیں۔ یہ لکھوا سکتے ہیں۔ کہ سال میں کوئی ایک مہینہ لے لیا جائے۔ یا فلاں سے فلاں مہینہ تک۔ یا پھر کوئی خاص مہینہ معین کر دیں۔ اور جو لوگ وقت نہ دے سکتے ہوں۔ وُہ

یونہی اپنے نام

نہ لکھوائیں۔ بلکہ پہلے جو ایسے لوگ نام دے چکے ہیں۔ وُہ بھی واپس لے لیں۔ ورنہ میں ان کے متعلق اعلان کر دُونگا کہ انہوں نے

محض شہرت کے لئے

نام لکھوا دیئے تھے۔ بعض طالب علموں نے نام لکھا دیئے ہیں جب بلایا جائے۔ تو کہدیتے ہیں۔ ہم طالب علم ہیں۔ حالانکہ جب میں نے کہا تھا۔ کہ طالب علم نام نہ لکھوائیں۔ تو انہوں نے کیوں لکھوا دیا۔ پس ایسے لوگ اپنے نام واپس لے لیں یا یہ لکھدیں۔ کہ

ہمارا وقت

فلاں وقت سے شروع ہو گا۔ اس کے بعد ان پر اعتراض نہ ہو گا۔ لیکن اگر (قادیان سے باہر کے لوگوں کے لئے خطبہ شائع ہونے کے) دس روز تک ایسے لوگوں نے نام واپس نہ لئے۔ تو میں اعلان کر دُوں گا۔ کہ انہوں نے

محض شہرت کے لئے

نام لکھوا دیئے تھے۔

میں

اللہ تعالےٰ سے دُعا

کرتا ہوں۔ کہ جتنی بھی عمر ہمیں ملنی ہے۔ وُہ نیک اور پاک ہو۔ اور وُہ ہمیں توفیق دے۔ کہ اپنی زندگیوں کو ہم اس کی رضاء میں صرف کر سکیں۔ اور ہر روز زیادہ سے زیادہ اصلاح یافتہ اور خدا سے پیار کرنے والے ہوں۔

اس کے فضلوں کے مستحق

ثابت ہوں۔ جب موت آئے اس کی خوشنودی رضا اور برکات کے ماتحت آئے۔ اور موت کے بعد کی زندگی موجودہ زندگی سے

لاکھوں درجہ بڑھ کر

اچھی ہو۔ ہماری زندگیاں خدا کے لئے ہوں۔ اور موت بھی

خدا کے لئے

ہو۔ وُہی ہمارا سہارا اور ہمارے توکل کی جگہ ہو۔

منٹگمری میں صدر مجلس احرار اسلام ہند مولوی حبیب الرحمٰن کے شاندار استقبال کی حقیقت

جھوٹ اور کذب بیانی کی حد ہو گئی

اخبار ”احسان“ اور ”زمیندار“ کے نام کھلا چیلنج

مسلمانان منٹگمری پر اخبار ”احسان“ اور ”زمیندار“ کے مکروہ اور جھوٹے پروپیگنڈا کا انکشاف

منٹگمری میں ۲ر فروری کو مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کی آمد کے متعلق جو کچھ اخبار ”زمیندار“ اور ”احسان“ میں شائع ہوا ہے۔ قبل ازیں کہ اسے درج کیا جائے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے صحیح واقعات سے ناظرین کو آگاہ کر دیا جائے :-

اصل حقیقت

منٹگمری میں چند آوارگان کے علاوہ تین چار دوکاندار بھی ہیں۔ جن کی رہائش شہر میں نہیں۔ بلکہ مضافات منٹگمری میں ہے۔ اور یہی دس بارہ کس اپنے آپ کو احرار ظاہر کرتے ہیں۔ ایک امام مسجد صاحب ہیں۔ جو ان کے پریزیڈنٹ ہیں :-

جب منٹگمری میں ۳۱۔ جنوری کو مولوی حبیب الرحمٰن کی آمد کی اطلاع پہونچی۔ تو یہ لوگ اس کوشش میں مصروف ہوئے۔ کہ جلوس کا بندوبست کیا جائے۔ نیز مولوی صاحب کے ٹھہرنے کا بندوبست کریں۔ مگر باوجود تین دن کی متواتر کوشش کے کچھ بھی نہ کر سکے۔ اور آخر کار کراچی میل کے آنے پر خود ہی اسٹیشن پر پہونچ گئے۔ پلیٹ فارم پر سوائے انہی دس بارہ آدمیوں کے کوئی بھی استقبال کرنے والا نہ تھا۔ پھر لطف یہ کہ ان کو مولوی صاحب کے لئے شہر میں کوئی بھی مکان نہ ملا۔ اس لئے بیچارے حبیب الرحمٰن کو اسٹیشن پر ہی ہوٹل میں ٹھیرنا پڑا۔ اس ہوٹل کے سامنے کراچی میل سے اتری ہوئی سواریوں کے کل لوگوں کی تعداد کسی صورت میں بھی ایک سو سے زیادہ نہیں تھی۔ جس میں بعض نزدیکی دفاتر کے کلرکوں سمیت استقبال کرنے والوں کی تعداد تقریباً ۳۰۔ تھی۔ جو چند منٹ کے بعد وہاں سے منتشر ہو گئے۔ اور مولوی صاحب ہوٹل میں داخل ہو گئے۔ گویا شہر منٹگمری کی چودہ ہزار مسلمانوں کی آبادی میں سے کسی نے اتنا بھی پسند نہ کیا۔ کہ ”اسلامیانِ احرار ہند کا قائد اعظم“ ان کے مکان پر ٹھہرے

دوسرے دن بارش ہوتی رہی۔ اور احراریوں کے قائد اعظم نے ایک دوکان میں بیٹھ کر دس پندرہ آدمیوں میں چند منٹ تقریر کی۔ اور شام کو لاہور روانہ ہو گئے۔

مذکورہ بالا حالات کو اخبار ”زمیندار“ اور ”احسان“ نے جن الفاظ میں شائع کیا ہے۔ قارئین کرام اب ان کو ملاحظہ فرمائیں :-

کذب بیانی کی انتہا

اخبار ”احسان“ ۴ر فروری نے لکھا۔ ”صدر مجلس احرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے منٹگمری تشریف لانے کی اطلاع شہر میں پرسوں ہی پہنچ گئی تھی۔ اور عامۃ المسلمین آپ کے دیدار فیض آثار سے سعادت اندوزی کے لئے مضطرب تھے۔ حضرت ممدوح کے شایان شان استقبال کی تیاری کے لئے اگرچہ وقت بہت کم تھا۔ تاہم اس قلیل فرصت میں خدام ملت نے اپنے محبوب و مطاع قائد اعظم کی پیشوائی کے لئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ کل صبح سے شام تک ہر برناو پیر اسی کوشش میں مصروف و منہمک رہا۔ کہ استقبال کی تیاری میں کوئی کمی نہ رہنے پائے۔ شہر میں ہر طرف ایک خاص چہل پہل ایک عجیب سرگرمی نظر آتی تھی۔ دو ملنے والے مسلمان سلام علیک کے بعد ایک دوسرے سے دریافت کرتے تھے۔ کہ کل اسٹیشن پر کس وقت پہنچنا چاہیئے۔ بہاولپور سے آنے والی ٹرین کے وقت پر بحثیں ہوتی تھیں۔ جلوس کے لئے راستے مقرر کئے جا رہے تھے۔

غرض رات اسی طرح گزر گئی۔ سپیدہ سحری کے نمودار ہونے سے پہلے ہی مشتاق زیارت مسلمان جوق در جوق اور قطار در قطار اسٹیشن کی طرف جانے لگے۔ ہر جماعت نے راستہ میں بزعم خود یہ سمجھا تھا۔ کہ ہمیں پلیٹ فارم پر اچھی جگہ مل جائے گی لیکن اسٹیشن کے قریب یکے بعد دیگرے ہر ایک جمعیت اور ہر دستہ کی غلط فہمی رفع ہوتی گئی۔ ہر طرف آدمیوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا تھا۔ حد نگاہ تک آدمی ہی آدمی تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نہ صرف منٹگمری بلکہ نواحی علاقہ کے تمام مسلمان رات ہی سے سٹیشن پر جمع ہو گئے ہیں۔ اور ہجوم سٹیشن کی بجائے شہر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ٹرین وقت مقررہ سے چند منٹ بعد سٹیشن پر پہنچ گئی۔ آدمیوں کے سمندر میں یکا یک لہریں پیدا ہونے لگیں ابھی حضرت مولانا نے پلیٹ فارم پر قدم بھی نہ رکھا تھا۔ کہ ایک پر ایک گرنے لگا۔ ہر طرف ریل پیل تھی ہر شخص سٹیشن کے احاطہ سے نزدیک تر ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ یکایک سٹیشن کے در و دیوار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن زندہ باد و فخر احرار زندہ باد اور مجلس احرار زندہ باد کے فلک بوس نعروں سے گونجنے لگے۔ شہر کے ممتاز مسلمان اور خدام ملت جو پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ آگے بڑھے اور معزز مہمان سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ سٹیشن سے حضرت ممدوح بصورت جلوس شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ رضا کار دورویہ انتظامات میں مصروف تھے۔ اجتماع کی کثرت کا یہ عالم تھا۔ کہ منٹوں کا راستہ گھنٹوں میں طے ہوتا تھا۔ منچلے اچھلنے اچکتے ادھر ہو کے رہ گئے تھے۔ سٹیشن سے شہر تک کہیں تل دھرنے کو جگہ

نہ تھی۔ جس طرف نگاہ اٹھتی تھی معلوم ہوتا تھا کہ آدمیوں کا سیل رواں بڑھتا ہوا آتا ہے۔ بارے جلوس بفضلہ تعالیٰ بخیریت منزل مقصود پر پہنچ گیا۔

حضرت ممدوح نے قیام گاہ پر چند ے استراحت کرنیکے بعد جامع مسجد میں رد عقائد باطلہ مرزائیت پر ایک باطل شکن حقیقت افروز اور ولولہ انگیز تقریر کی۔ تقریر اور جلسہ کی کارروائی کی روئداد عقب سے ارسال کی جائے گی۔

قارئین غور فرمائیں۔ کہ کس قدر جھوٹ اور صریح غلط بیانی ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ ایڈیٹر صاحب نے اس خبر کو اپنی طرف سے شائع کیا ہے۔ تاکہ کوئی نامہ نگار اس جھوٹ کے ثواب میں سے کچھ حصہ حاصل کرے۔ منٹگمری میں جن جن اصحاب نے ان اخباروں کی یہ خبر پڑھی۔ ان کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

چیلنج

میں ہر دو اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ثابت کریں۔ (۱) ہوٹل کے سامنے کل تعداد ۰۰ انفوس سے زیادہ تھی۔ (۲) ہر طرف آدمیوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا تھا۔ (۳) شہر کے ممتاز مسلمان پلیٹ فارم پر موجود تھے (کسی ایک کا ہی نام تو پیش کریں) (۴) جلوس نکلا اور شہر میں آیا (۵) مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے کوئی تقریر جامع مسجد میں عقائد احمدیہ کی

احراریوں کے پراپیگنڈا کی حقیقت

اس خبر کو اخبار "احسان" اور "زمیندار" میں پڑھ کر مسلمانان منٹگمری پر یہ خوب عیاں ہوگیا ہے کہ احراریوں کے پراپیگنڈا کی کیا حقیقت ہے۔ اور اخبار "احسان" اور "زمیندار" جو کچھ شائع کرتے ہیں اس میں کہاں تک اصلیت ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی واقعہ پر منٹگمری کے بعض اصحاب نے اخبار "احسان" اور "زمیندار" کے ایڈیٹروں کو خطوط بھی لکھے ہیں۔ ایک صاحب نے تو ۳ فروری کو اخبار پڑھتے ہی "زمیندار" کے ایڈیٹر کو خط لکھ دیا تھا۔ جس کا تا حال کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ چنانچہ اس خط کی نقل جو میرے پاس موجود ہے قارئین کی دلچسپی کے لئے نقل کی جاتی ہے۔

جناب مولانا ظفر علی صاحب مدیر اخبار زمیندار

السلام علیکم

نیاز مندانہ عرض ہے۔ کہ اخبار "زمیندار" مورخہ ۳/۲/۳۵ء میں ایک مضمون مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی آمد پر شائع ہوا ہے۔ جس کی سطر سطر سے احمدی بھائیوں کے سامنے ہم کو سخت شرمسار ہونا پڑا ہے۔ از راہ کرم آپ آمد کی رپورٹ دینے والے اصحاب یا شخص واحد کے نام سے اطلاع دیں تاکہ اس بندہ خدا سے دریافت کیا جائے۔ کہ وہ آدمیوں کا

رشتہ ناطہ کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا اصولی فیصلہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل اصولی فیصلہ غیر احمدی لڑکی کا رشتہ لینے کے متعلق فرمایا ہے۔

مجلس مشاورت میں جو میں نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ آئندہ تا فیصلہ ثانی کوئی غیر احمدی لڑکی مرکز کی اجازت کے بغیر رشتہ میں لی بھی نہ جائے۔ اس کے تعلق میں اب یہ فیصلہ کرتا ہوں۔ کہ آئندہ اس معاملہ میں اجازت کے حصول کے لئے میرے سامنے انفرادی معاملات کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل اصول کے ماتحت نظارت تعلیم و تربیت خود تحقیق کرکے فیصلہ کر سکتی ہے۔

آئندہ جو درخواست اس قسم کی استثنائی اجازت کی ہو اس کے متعلق مندرجہ ذیل باتوں کی تحقیق کی جایا کرے۔

۱۔ یہ کہ آیا مشاورت والے فیصلہ سے پہلے کی منگنی ہو چکی ہے۔ یا بعد فیصلہ تجویز کی گئی ہے۔ اگر منگنی پہلے کی ہو۔ اور خصوصاً اگر منگنی ایسے وقت کی ہو۔ کہ لڑکا یا لڑکے والے بھی ابھی غیر احمدی تھے۔ تو سوائے کسی خاص مانع کے رشتہ کی اجازت دے دینی چاہیئے۔

۲۔ جو لڑکی رشتہ میں لینی تجویز کی گئی ہے۔ وہ اگر لڑکے والوں کی قریبی رشتہ دار ہے۔ تو سوائے کسی خاص مانع کے اجازت دیدینی چاہیئے۔ کیونکہ اس طرح علاوہ صلہ رحمی کے لڑکی اور اس کے رشتہ داروں کے احمدی ہو جانے کی قوی امید ہو سکتی ہے۔

۳۔ اگر کسی غیر احمدی لڑکی کے رشتہ لینے سے جماعت یا سلسلہ کو کوئی خاص فائدہ پہنچنے کی امید ہو۔ تو اجازت دیدینی چاہیئے۔

۴۔ اگر کسی احمدی کو احمدیوں میں واقعی رشتہ نہ ملتا ہو۔ اور اس کے لئے پوری کوشش ہو کر ناکامی کی صورت رہی ہو۔ تو بعد تسلی اور بصورت نہ ہونے کے کسی خاص مانع کے اجازت دیدینی چاہیئے۔

۵۔ ہر درخواست جو غیر احمدی لڑکی کے رشتہ میں لینے کے متعلق ہو۔ وہ مقامی عہدیداروں کے واسطہ سے آنی چاہیئے۔ یا کم از کم اس پر مقامی جماعت کے عہدہ داروں کی رائے حاصل کرنی چاہیئے۔ اور اس کے بعد فیصلہ کرنا چاہیئے

۶۔ جو احمدی بغیر اجازت مرکز کسی غیر احمدی لڑکی یا عورت کے ساتھ رشتہ کرلے۔ یا اس میں شریک ہو۔ تو اسے اخراج از جماعت سے نیچے نیچے مناسب تعزیزی سزا دی جائے گی مگر اس قسم کے کیسز مفصل حالات کے ساتھ میرے سامنے پیش ہونے چاہئیں۔

دستخط:۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ ۲/۲/۳۵ء

ناظر تعلیم و تربیت

امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بابت سنہ ۱۹۳۵ء

امسال کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے امتحان میں **آئینہ کمالات اسلام** اردو حصہ۔ اور **نور القرآن** ہر دو حصہ اور **آسمانی فیصلہ** بطور نصاب مقرر کی گئی ہیں۔ امتحان ۳ نومبر ۱۹۳۵ء بروز اتوار لیا جائے گا۔

ہماری جماعت کے احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس امتحان میں شامل ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ایک بیش بہا خزانہ ہیں۔ اور ایک ایسا زبردست ہتھیار۔ جس کے آگے دنیا کا کوئی ہتھیار ٹھہر نہیں سکتا۔ پس جن احباب تک یہ اعلان پہنچے وہ خود شامل ہونے کے علاوہ اپنے تعلق رکھنے والوں میں بھی اس کی تحریک فرمائیں۔ شمولیت امتحان کی درخواستیں آخر ستمبر ۳۵ء تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔ سیکرٹریان تعلیم و تربیت بالخصوص توجہ فرمائیں۔ ناظر تعلیم و تربیت

اعلان نظارت تالیف و تصنیف

اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ چھوٹے چھوٹے رسالے انگریزی زبان میں تیار کرکے شائع کئے جائیں۔ جو انگریزی دان اصحاب کیلئے مفید اور انگریزی ممالک میں اسلام کے متعلق مخالفین کے اعتراضات کو دور کرنے اور اسلام کی صحیح تعلیم پیش کرنے کا ذریعہ ہوں۔ سر دست اس غرض کے لئے کتاب خاتم النبیین حصہ دوم مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے سے بعض مضامین منتخب کئے جاتے ہیں۔ اور اس کتاب کے جن حصوں کے فی الحال ترجمہ کرانے کی ضرورت ہے وہ بقید صفحات درج ذیل ہیں۔

(۱) اسلامی طریق حکومت از صفحہ ۴۳ تا ۵۶ (۲) جہاد از صفحہ ۸۰ تا ۹۷ (۳) عورتوں کے متعلق اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیاں از صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۶ و ۲۴۳ تا ۲۷۰ و ۴۱۳ تا ۴۱۷ و ۴۳۵ تا ۴۵۶ و ۴۰۳ تا ۴۲۱ و ۴۵۴ تا ۴۶۴

اعلان

عارضی کاشت اراضیات نہر مستقل علاقہ صادقیہ و فورڈواہ بہاولپور گورنمنٹ

بحکم دربار بہاولپور انہار صادقیہ و فورڈواہ کے مختلف مستقل راجباہوں پر قریباً چالیس ہزار ایکڑ زمین جس کے مختلف تعداد رقبہ کے قطعہ جات بنائے گئے ہیں۔ ایک سال سے پانچ سال تک کی میعاد کے لئے عارضی کاشت پر دی جائیگی۔ بند مہر ٹنڈر شرح مالکانہ فی ایکڑ علاوہ مطالبہ مال آبیانہ و دیگر جبوب منظور شدہ کے واسطے صاحب بہادر منتظم آبادی کے دفتر میں مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۳۵ء شام کے چار بجے تک لئے جاوینگے

یہ امر خاص طور پر واضح کیا جاتا ہے۔ کہ یہ رقبہ جات علاقہ پنجبند کے رقبہ جات سے جن کے عارضی کاشت پر دینے کے متعلق پہلے اعلان ہو چکا ہے (اور جن کی آخری تاریخ ٹنڈر ۱۶ فروری ۱۹۳۵ء مقرر ہے) کے علاوہ ہیں۔ ٹنڈر کے فارم اور مفصل شرائط عارضی کاشت معہ فہرست رقبہ جات و میعاد صاحب بہادر منتظم آبادی کے دفتر سے موازی ۸/ نقد ادا کرنے پر یا بذریعہ وی پی مہیا کئے جا سکتے ہیں۔ مذکورہ بالا اراضی کے نقشہ جات صاحب موصوف کے دفتر یا دفاتر تحصیلدار صاحب نو آبادی چشتیاں و نائب تحصیلدار صاحبان نو آبادی حاصلپور ڈاہرانوالہ۔ ہارون آباد۔ فورٹ عباس اور فورٹ مروٹ جن کے علاقہ جات میں یہ رقبہ جات واقع ہیں۔ ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

ڈبلیو۔ ایف۔ جی لیبلی صاحب بہادر منتظم آبادی بہاولپور۔

نیم حکیم خطرۂ جان

اسقاط حمل کا مجرب نسخہ

محافظ اٹھرا گولیاں

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو۔ اس غم سے ہر بشر کو الٰہی فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو عوام اسے اٹھرا اور اطباء ڈاکٹر اسقاط حمل یا مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ سخت موذی اور تباہ کن مرض ہے۔ جس سے بے شمار گھرانے بے چراغ اور بے اولاد رہتے ہیں۔ اس مرض کا مجرب ترین علاج مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت قبلہ جناب مولانا نور الدین صاحب شاہی طبیب سے سیکھ کر محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا) ایجاد کیں۔ ہزاروں لوگوں کی مجرب و آزمودہ گولیاں گذشتہ پچیس برس سے زیر استعمال ہیں۔ ہر شخص جس کے گھر میں یہ موذی مرض لاحق ہو۔ وہ فوراً ہماری محافظ اٹھرا گولیاں طلب کر کے استعمال کرے۔ اور قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکمشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

اس دواخانہ کے سرپرست و نگران حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ہیں۔

عبد الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ضرورت رشتہ

دو قریشی اہل علم خاندان کی لڑکیوں کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ بڑی لڑکی نارمل پاس ہیڈ معلمہ ہے۔ ایسا رشتہ مطلوب جو محکمہ تعلیم میں ملازم ہوں اور گرل سکول بھی ہو۔ دوسری لڑکی پرائمری پاس امور خانہ داری سے آگاہ درخواست کرنے والے اہل علم اعلیٰ خاندان سے احمدی مبایع ہوں۔ خط و کتابت معرفت

مینیجر الفضل قادیان

بجلی خود بناؤ

انسان کی ان تھک خدمت گار بجلی سے آج کون شخص ناواقف ہے۔ جس شہر یا گاؤں میں جاؤ بچوں سے لے کر بڑوں تک اکثروں کے ہاتھوں میں ٹارچ نظر آئینگے۔ ہزاروں روپوں کے سیلز ولایت سے آکر پنجاب ہندوستان میں سالانہ فروخت ہوتے ہیں۔ ہم نے صرف کثیر سے اس کے خود بنانے کا علم حاصل کیا ہے۔ اور یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ اپنے احباب کو بھی اس فن سے ماہر کر دیں۔ فیس صرف دس روپے ہے۔ بذریعہ خط و کتابت یا ہمارے دار التجارب میں آکر سیکھ سکتے ہیں۔ سیکھنے میں جو میٹریل خرچ ہوگا۔ اس کی قیمت طالب علم کے ذمہ ہوگی۔ اور اس فن کو صیغہ راز میں رکھنا ضروری ہوگا۔

خط و کتابت کے لئے ٹکٹ درخواست کے ساتھ ہوں۔ اور کوئی صاحب بغیر ہماری منظوری کے درخواست کے ساتھ فیس بھیجنے کی تکلیف نہ فرمائیں۔

آرٹس ٹیچر۔ قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پر اسمبلی میں جو ہنگامہ خیز بحث جاری تھی۔ وہ ۷ فروری کو ختم ہو گئی۔ مختلف تراہیم کے نتائج حسب ذیل ہیں۔ مجوزہ آئین کے کلیتہً استرداد کی کانگرسی قرار داد ۶۱ کے مقابلہ میں ۷۴ ووٹوں سے مسترد ہو گئی۔ کانگرس کی فرقہ وار فیصلہ کے متعلق غیر جانبداری کی قرار داد بھی ۴۴ کے مقابلہ میں ۶۸ ووٹوں سے مسترد ہو گئی مسٹر جناح کی ترمیم فرقہ وار فیصلہ کو قائم رکھنے کے متعلق ۱۵ کے مقابلہ میں ۶۸ ووٹوں سے منظور ہو گئی۔ اسی طرح مسٹر جناح کی تجویز کہ انڈیا بل کو فیڈریشن کی موجودہ تجاویز پر مرتب نہ کیا جائے۔ اور صوبجاتی نظام کے بعض قابل اعتراض حصے نکال دئے جائیں۔ ۵۰ کے مقابلہ ۷۸ ووٹوں سے منظور ہو گئی ہے۔

سر سکندر حیات خاں کے متعلق ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ ملک معظم نے پنجاب کی ایگزیکٹو کونسل کی رکنیت سے ۱۴ فروری سے ان کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔ اور ان کی بجائے نواب مظفر خانصاحب سی۔ آئی۔ ایس کا تقرر منظور کیا ہے

لفٹیننٹ چوہدری عبداللہ خاں ایگزیکٹو افسر بلدیہ قصور کے متعلق مجلس اتحاد المسلمین نے ۴ فروری کے اجلاس میں بلدیہ کے حالات کو بہتر بنانے کی ان تھک مساعی اور ہمدردانہ کوششوں کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کہ اس نے چوہدری صاحب موصوف جیسا نیک دل۔ قابل۔ جفاکش اور ہمدرد افسر عنایت کیا۔ ایک قرار داد میں مطلب پرست اشخاص کے غلط پراپیگنڈا کی مذمت کی گئی ہے۔

ملک معظم کی سلور جوبلی کا پروگرام لندن سے ۷ فروری کی اطلاع کے مطابق حسب ذیل ہو گا۔ ۶ رمئی کو قصر سینٹ پال میں ایک جلسہ ہو گا۔ اور برکات خداوندی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ملک معظم اور ملکہ معظمہ شہر سے ہوتے ہوئے قصر بکنگھم تشریف لے جائیں گے۔ اور شام کے قریب ملک معظم ایک پیغام دیں گے۔ جو آلات نشر الصوت کے ذریعہ سلطنت برطانیہ کے ہر گوشہ میں پہنچایا جائے گا۔ سلور جوبلی کی تقریب دو ہفتہ رہے گی۔ مئی کے آخر اور جون کے ابتداء میں ملک معظم کے چار جلوس نکالے جائیں گے۔

لندن سے ۷ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ دار العوام میں

عراق میں یہودیوں کی مخالفت کے متعلق سر جان سائمن نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ ابھی اس امر کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔ جس سے یہ سمجھا جائے۔ کہ حکومت عراق نے کسی رنگ میں فلسطین میں برطانوی پالیسی کو نقصان پہنچایا ہے۔

جاپان کے امیر البحر کے متعلق ٹوکیو ۷ فروری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ اس نے پارلیمنٹ میں دوران تقریر میں کہا کہ اگر بحری کانفرنس ناکام رہی۔ تو جاپان خود حفاظتی کے پیش نظر بحری جہازوں میں مختلف قسم کی تبدیلیاں کرے گا نیز امریکہ اور

اپنے تمام مواعید کو پورا کرے گا۔

کراچی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ مسٹر ڈگبن گورنر سندھ کو اس ماہ کے آخر میں حکومت ہند نے سندھ کے جداگانہ نظم و نسق کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے دہلی بلایا ہے۔

برطانیہ اور فرانس نے جو حال میں ہوائی معاہدہ مرتب کیا ہے۔ بلجیم اور اطالوی اخبارات ان تجاویز کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ اور اس کو قیام امن کے لئے مفید قرار دے رہے ہیں جرمنی اخبارات کی رائے ہے۔ کہ جرمنی کی شمولیت کی یہی صورت ہے۔ کہ جرمنی کے حق مساوات کو تسلیم کر لیا جائے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور کی عدالت میں درخواست

کہ قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کا حکم نہ واقعتہً نہ قانوناً جائز ہے

۹ فروری کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر گورداسپور کی عدالت میں جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے مولانا عبد الرحمن صاحب مولوی فاضل کی طرف سے ایک درخواست پیش کی۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ قادیان میں احمدیوں کی طرف سے نقص امن کا کوئی خطرہ نہیں۔ اور جن اطلاعات کی بناء پر دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کیا گیا ہے۔ وہ درست اور صحیح نہیں ہیں نیز اس قدر پولیس فورس کی موجودگی میں دفعہ مذکور کے نفاذ کی کوئی ایسی ضرورت درپیش نہ تھی۔ اور کہ احمدیہ جلسہ میں صرف جائز شکایات کے ازالہ کے لئے اظہار خیال کیا گیا تھا۔ اور قانون کا منشا بھی یہی ہے۔ کہ جائز حقوق کے استعمال میں کوئی مانع نہ ہو۔ اور اگر اس کے استعمال سے کوئی فرد یا افراد مشتعل ہوں۔ تو ان سے حفظ امن کی ضمانتیں لی جائیں۔ اس لئے واقعتہً نہ قانوناً یہ حکم جائز ہے۔ لہذا اسے منسوخ کیا جائے۔

جناب شیخ بشیر احمد صاحب کے مطالبہ اور قانون دکھانے پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے پولیس کی رپورٹوں کی مصدقہ نقول دینے کی اجازت دیدی۔ اور سماعت درخواست کیلئے ۱۴ فروری مقرر ہوئی۔

انگلستان کے جہازوں سے اعلیٰ تر بنا دے گا۔

وزیر ہند نے ۶ فروری کو ایوان عام میں انڈیا بل کی دوسری خواندگی کی تحریک پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ برطانیہ کی پالیسی کے مطابق ہندوستان کا نصب العین درجہ نوآبادیات ہی ہے۔ اور حکومت اپنے سابقہ مواعید پر کاربند ہے۔ موجودہ انڈیا بل درجہ نوآبادیات حاصل کرنے کے لئے زینہ کا کام دے گا۔ جس وقت بھی ہندوستانیوں میں حکومت خود مختاری کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت برطانیہ

میڈرڈ میں ۶ فروری کی اطلاع کے مطابق دوبارہ بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں۔ پولیس نے ہجوم پر لاٹھی چارج کی اور بعض شورش پسند اشخاص کو گرفتار کر لیا ہے۔

وائسرائے ہند نے ملک معظم کے سلور جوبلی فنڈ میں پانچہزار روپیہ چندہ دیا ہے۔

کپور تھلہ سے ۸ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ وزیر اعظم کپور تھلہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ آئندہ تعزیے اس راستہ سے نہ گذریں جس پر برگد کا درخت واقعہ ہے۔ اور گوردوارہ اور قبرستان